# اسلام میں وکالت کا تصور

(قسط دوم)

## مشروعیت وکالت

تحریر: محفوظ احمد، ایسوسی ایٹ پروفیسر (اسلامیات) گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج،
چناب نگر (ربوہ) چنیوٹ ضلع جھنگ

## قبل از اسلام وکالت

وکالت اور اس کے تفصیلی احکام اگرچہ اسلام میں پہلی مرتبہ وضع کیے گئے لیکن بعض روایات سے یہ وضح ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل بھی وکالت کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من استطاع منکم ان یکون مثل صاحب فرق الارزفلیکن مثلہ"(۱)

(تم میں سے جو شخص صاحب فرق الارز (چاول چھانٹنے والا) جیسا ہوسکتا ہے اسے ہونا چاہیے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ یہ چاول چھانٹنے والا کون ہے اس پر آپ نے حدیث غار (۲) کا ذکر کرکے فرمایا کہ ان میں سے ہر شخص نے غار کا منہ کھل جانے کے لیے کہا کہ اپنے اپنے نیک اعمال کا ذکر کرو اس پر تیسرے شخص نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے ایک بار چاول چھانٹنے کے لیے ایک مزدور اجرت پر رکھا جب شام ہوگئی تو میں نے اسے مزدوری دینا چاہی مگر اس نے لینے سے انکار کردیا اور وہ چلا گیا پھر میں نے اس سرمائے کو تجارت میں لگادیا اور منافع سے گائیں اور ان کے چرانے والے خریدے پھر وہ کافی عرصہ بعد ملا اور مجھ سے کہا:

"اعطنی حقی فقلت اذھب الی تلک البقر ورعاء ھا فخذھا فذھب"

میرا حق مجھے دو میں نے کہا یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ اس پر وہ انہیں لے کر چلا گیا۔

اس روایت میں تجارت کے لیے جس وکیل کا ذکر ہے اگرچہ اس کا تقرر باقاعدہ نہیں ہوا البتہ صاحب فرق الارز یعنی چاول چھانٹنے والے نے بطور وکیل ہی اس سے تجارتی فوائد حاصل کیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مزدور کی واپسی پر اس نے تمام مال اس کے سپرد کردیا۔

ایک اور روایت جس میں وکالت کا ذکر ملتا ہے یہ ہے۔ ۲۴۸ء کے اواخر میں جب بت پرست بادشاہ دقیانوس روم کے تخت پر متمکن ہوا تو اس نے ایک قانون کے ذریعہ مسیحی دین پر پابندی لگادی اور لوگوں کو بتوں کی پرستش کے متعلق حکم دیا، ایک دفعہ دقیانوس (جسے رومی زبان میں ڈیسیس

(Decious) کہتے ہیں) کا گزر ایشیا کوچک کی بستی فیس (Ephesus) پر ہوا یہ وہ جگہ ہے جہاں ڈائنا دیوی کا مندر تھا اور جس کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی تھی۔ یہاں جب دقیانوس نے عیسائیوں کی پکڑ دھکڑ شروع کی تو چند نوجوان جن کی تعداد تقریباً سات تھی اپنی دولت ایمان بچانے کے لیے وہاں سے چل نکلے اور قریب ہی ایک پہاڑ کی وسیع غار میں چھپ گئے اللہ تعالی نے ان پر طویل نیند مسلط کر دی۔

تقریباً تین سو سال کے بعد ان کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے اپنے ایک ساتھی جس کا نام یملیخاہ (۳) بتایا جاتا ہے کو بستی کی طرف بھیجا تاکہ ان کے لیے کھانا خرید لائے۔ (۴)

اس واقعہ میں چھ نوجوانوں کا یملیخاہ کو کھانا خریدنے کے لیے بھیجنا وکالت شراء ہی کی صورت میں تھا۔ (۵)

قبل از اسلام وکالت کی ترویج کا ذکر کعبہ معظمہ کی تعمیر سے بھی ہوتا ہے۔ جب رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک پندرہ برس تھی اور خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت قریش مکہ کے مابین حجر اسود کی تنصیب کے معاملہ میں معرکہ آرائی کی کیفیت پیدا ہونے لگی تو ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی (۶) نے یہ رائے دی کہ کل صبح جو شخص اس مسجد کے باب بنی شیبہ (۷) سے حرم میں داخل ہو وہ ثالث قرار دیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ دوسرے روز سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہونے والے رسول اکرم ﷺ ہی تھے۔ آپ کو دیکھ کر تمام سرداران قریش نے آپ کے فیصلے کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو رسول اکرم ﷺ نے وکالت ہی کے تصور سے اس مسئلہ کا حل پیش کیا۔ جس کی صورت یہ تھی کہ آپ نے حجر اسود کو ایک چادر میں ڈالنے کا حکم فرمایا اور تمام روساء قریش سے فرمایا کہ اسے چاروں کونوں سے پکڑ کر اٹھائیں۔ جب حجر اسود مقام تنصیب تک پہنچا تو آپ نے تمام زعماء قریش کی اجازت سے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا۔ (۸)

یہاں پر بھی نبی اکرم ﷺ نے قریش و روساء مکہ کی وکالت یعنی نیابت اور نمائندگی کرتے ہوئے حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب فرمایا جس سے نہ صرف ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا بلکہ تمام قریشی سرداروں نے حجر اسود کی تنصیب میں خود کو حصہ دار تصور کیا۔

مصری محقق محمد حسین ہیکل حیات محمد میں قبل از اسلام وکالت بیع کے متعلق لکھتے ہیں۔

خویلد کی دختر بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کے بعض اشخاص کو وکیل تجارت کے طریق پر سوداگری کے لیے باہر کے ملکوں میں بھجواتیں۔ آپ نے رسول اکرم ﷺ کو بھی بطور وکیل تجارت شام کی طرف بھیجا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے چچا ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ تھا۔ اس سفر تجارت میں مالی منفعت اس قدر زیادہ ہوئی کہ بی بی خدیجہؓ کے سابقہ اور اس اصل کے وکلاء تجارت

میں کسی نے اس قدر نفع نہیں کمایا۔(۹)

ان روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی وکالت کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا اور رسول اکرم ﷺ نے بطور وکیل تجارت خود بھی کام کیا۔

## قرآن مجید اور وکالت

قرآن مجید اسلامی شریعت میں اول ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی جامعیت کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا:

"مافر طنافی الکتاب من شئ "(۱۰)

ہم نے کتاب (قرآن مجید) میں بیان کرنے سے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا۔

"نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی"(۱۱)

ہم نے آپ پر وہ کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے۔

قرآن مجید کی اس جامعیت کے پیش نظر مفسرین کرام نے متعدد آیات مقدسہ سے وکالت کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔

وہ آیات جو وکالت کی مشروعیت کے لیے پیش کی جاتی ہیں یہ ہیں۔

۱. وان خفتم شقاق بینهمافابعثوا حکما" من اهله و حکما من اهلها ان یرید اصلاحا یوفق الله بینهما ان الله کان علیما خبیرا(۱۲)

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان مخالفت کا خوف ہو تو ایک منصف یا وکیل مرد کے خاندان کی طرف سے، اور دوسرا منصف یا وکیل عورت کے خاندان کی طرف سے مقرر کروا گر وہ صلح کرنا چاہیں تو اللہ تعالی ان کے درمیان موافقت پیدا کرے گا بے شک اللہ تعالی علم رکھنے اور خبر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں میاں بیوی کی جانب سے حکم مقرر کرنے کا جو ذکر ہے اس کے متعلق مفسرین کرام کے دو قول ہیں۔

ایک قول کے مطابق حکم مصلح (صلح کرنے والا) کے معنی میں ہے۔(۱۳)

دوسرے قول کے مطابق حکم کا معنی وکیل ہے۔

امام ابو بکر حصاص (م ۳۷۰ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں حکم کا معنی وکیل کیا ہے۔(۱۴)

امام قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے بھی

"حکما من اهله وحکما من اهلها"

کا ترجمہ "دو وکیل کیا ہے "(۱۵)

امام سبکی نے بھی اس آیت کو وکالت کی مشروعیت کے ضمن میں پیش کیا ہے۔(۱۶)

۲۔ دوسری آیت جس سے وکالت کی مشروعیت ملتی ہے یہ ہے۔

قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا"(۱۷)

اے پیارے رسول کہہ دیجئے۔ بے شک میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اس آیت کے ضمن میں علامہ ابوبکر محمد بن ابن العربی (م ۵۴۳ھ) نے لکھا۔

"انها نیابة عن الله تعالی ووکالة فی تبلیغ رسالته"

اس آیت سے نیابت الٰہی اور تبلیغ رسالت میں وکالت کا اثبات ہوتا ہے۔

۳۔ وکالت کی مشروعیت کے لیے تیسری آیت یہ پیش کی جاتی ہے۔

"انما الصد قات للفقرا والمساکین والعا ملین علیها والمولفة قلو بهم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله .واللهعلیم حکیم"(۱۹)

(ترجمہ) بے شک صدقات (زکوۃ) غریبوں، محتاجوں، صدقات پر متعین کارکنوں، نو مسلموں کی دلجوئی، غلاموں کو آزاد کرنے، قرضداروں کے قرضہ، فی سبیل اللہ (جہاد و رفاہ عامہ کے کام) اور مسافروں کے لیے ہیں یہ حکم اللہ تعالی کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالی علم والا اور حکمت والا ہے۔

ان مصارف زکوۃ میں سے عاملین بطور نائب اور وکیل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی نے لکھا ہے۔

"الذین یبعثهم الامام لتحصیل الزکاة بالتوکیل علی ذلک"(۲۰)

وہ لوگ جنہیں حاکم وقت وصولی زکوۃ کے لیے بھیجتا ہے وہ وکالتا زکوۃ وصول کرتے ہیں کیونکہ وہ خود زکواۃ لینے کے مستحق نہیں ہوتے۔

ابن قدامہ نے بھی اس آیت کو وکالت کی مشروعیت کی ضمن میں پیش کیا ہے۔(۲۱)

۴۔ سورۃ یوسف میں اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ قول نقل فرمایا ہے۔

"قال اجعلنی علی خزآئن الارض انی حفیظ علیم"(۲۲)

(ترجمہ) آپ نے کہا کہ مجھے ملکی خزانوں پر مامور کردو میں ان کی حفاظت کروں گا اور بے شک میں علم بھی رکھتا ہوں۔

علامہ محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے وکالت کے جواز پر استدلال کیا جاتا

ہے۔(۲۳)

فقہ السنہ میں ہے کہ اس آیت سے وکالت کا جواز ملتا ہے۔(۲۴)

۵۔ اسی سورت میں دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارشاد بیان فرمایا ہے۔

"اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا واتونی باھلکم اجمعین"(۲۵)

(ترجمہ) آپ نے فرمایا تم میری قمیض لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور باقی تمام گھر والوں کو بھی میرے پاس لے آؤ۔

اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنی قمیض دے کر اپنے بھائیوں کو اپنے والد گرامی کے پاس بھیجنا بھی وکالت کے جواز کو پیش کرتا ہے۔ اسی لیے علامہ ابو بکر ابن العربی اور ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے اس آیت کو بھی جواز وکالت کی دلیل ٹھہرایا ہے اور اس ضمن میں متعدد دیگر مسائل وکالت بیان کیے ہیں۔(۲۶)

۶۔ چھٹی آیت جسے تمام فقہاء نے جواز وکالت کے لیے اساس قرار دیا ہے یہ ہے۔

"قالوا ربکم اعلم بمالبثتم فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا اذکی طعاما فالیاء تکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا"(۲۷)

(ترجمہ) انہوں نے کہا یہ تمہارے رب کو ہی خبر ہے کہ تم کس قدر (اس حالت میں) رہے ہو اب ان میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ شخص تحقیق کرے کہ کون سا کھانا حلال ہے اس میں تمہارے لیے کچھ کھانا لے آئے اور تمام کام خوش تدبیری سے کرے اور کسی ایک کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔

اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اصحاب کہف نے اپنا ایک وکیل مختار کھانے کی خریداری کے لیے بھیجا جسے تمام ساتھوں کی طرف سے ان کی رقم سے کھانا خرید کرلانے کا کام سونپا گیا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابو بکر محمد بن ابن العربی فرماتے ہیں۔

"جواز التوکیل ذی العذر"(۲۸)

اس آیت سے عذر کے ساتھ کے ساتھ توکیل کا جواز ملتا ہے۔

علامہ ابو بکر جصاص فرماتے ہیں۔

"فی ھذہ الایۃ دلالۃ علی جواز الوکالۃ بالشری لان الذی بعثوا بہ کان وکیلا لھم"(۲۹)

یہ آیت وکالت بیع کے جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اصحاب کہف نے اپنے ساتھی کو بطور وکیل ہی خریداری کے لیے شہر بھیجا تھا۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے بھی لکھا ہے۔

"ھذہ الایۃ علی مشروعیۃ الوکالۃ (۳۰)

اس آیت سے وکالت کی مشروعیت اور جواز کا اثبات ہوتا ہے۔

۷۔ ساتویں آیت جس سے فقہاء کرام وکالت کا جواز پیش کرتے ہیں یہ ہے

"قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون" (۳۱)

(ترجمہ) کہہ دیجئے ملک الموت تمہیں فوت کرے گا جو تمہارے لیے مقرر کیا گیا۔ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے لکھا ہے۔

"استدل بھذہ الایۃ بعض العلماء علی جواز الوکالۃ من قولہ وکل بکم" (۳۲)

"وکل بکم" کے الفاظ سے بعض علماء جواز وکالت کا استدلال پیش کرتے ہیں۔

۸۔ آٹھویں آیت جس کے مفہوم مخالف سے وکالت کا جواز پیش کیا جاتا ہے یہ ہے۔

"ولا تکن للخائنین خصیما" (۳۳)

(ترجمہ) خیانت کرنے والوں کی طرف سے نہ جھگڑیے۔

جسٹس تنزیل الرحمن نے اس آیت کا مفہوم مخالف لیتے ہوئے لکھا ہے کہ دیانتدار اور سچے لوگوں کی وکالت کی ممانعت نہیں ہے۔ لہذا وکالت شرعا ناجائز نہیں بلکہ کسی حد تک مظلوم کی اعانت و امداد ہے۔ (۳۴)

۹۔ "ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما۔ یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وھو معھم اذ یبیتون مالا یرضی من القول وکان اللہ بما یعملون محیطا۔ ھاانتم ھولاء جادلتم عنھم فی الحیاۃ الدنیا فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیمۃ ام من یکون علیھم وکیلا۔ (۳۵)

اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجئے جو اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بے شک اللہ تعالی خیانت کرنے والے اور بڑا گناہ کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔ جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالی سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت ان کے

پاس ہے جب کہ وہ اللہ کی مرضی کے خلاف گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کے اعمال کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دینوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کرلیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جواب دہی کرے گا یا ان کا کام بنانے والا کون ہوگا۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

فی ھذا دلیل علی ان النیابة علی المبطل والمتھم فی الخصومةلاتجوز فلایجوز لاحدان یخاصم عن احدالابعدان یعلم انه محق(۳۶)

ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وکالت باطل اور جھوٹ سے متہم معاملات میں جائز نہیں اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے فریق کی طرف سے وکالت کرے لیکن پہلے یہ یقین کرلے کہ وہ حق پر ہے۔

یہ وہ آیات ہیں جن سے فقہاء کرام نے وکالت کا جواز اور اس کی مختصر حدود کو متعین کیا ہے۔

## احادیث نبوی اور وکالت

قرآن مجید کے علاوہ بہت سی احادیث میں بھی وکالت کا اثبات اور جواز ملنے کے علاوہ وکیل اور وکالت کا تصور بھی ملتا ہے۔ اسی بناء پر بعض محدثین نے اپنے مجموعہ حدیث میں کتاب الوکالة کے تحت کئی احادیث نقل کی ہیں۔

امام بخاری (م۲۵۶ھ) نے الجامع الصحیح میں کتاب الوکالة کے تحت سولہ ابواب میں چھبیس احادیث روایت کی ہیں (۳۷)

امام ابوداؤد (م۲۷۵ھ) نے اپنی سنن میں باب فی الوکالة کے تحت ایک حدیث (حدیث عروہ بن جعدؓ) نقل کی ہے (۳۸)

امام دار قطنی (م۳۸۵ھ) نے اپنی سنن میں باب الوکالة کے تحت ایک حدیث، (حدیث جابر بن عبداللہ) نقل کی ہے۔ (۳۹)

امام بیہقی (م۴۵۸ھ) نے السنن الکبریٰ میں کتاب الوکالة کے ضمن میں پانچ ابواب قائم کرکے تیرہ احادیث روایت کی ہیں (۴۰)

امام حسین بن مسعود بغوی (م۵۱۶ھ) نے شرح السنہ میں باب التوکیل کے تحت ایک حدیث (حدیث عروہ) بیان کی ہے (۴۱)

امام ابن تیمیہ (م۷۲۸ھ) نے المنتقی الاخبار میں کتاب الوکالة کے تحت پندرہ احادیث روایت

کی ہیں (۴۲)

مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی (م ۱۳۲۹ھ) نے اعلاء السنن کے کتاب الوکالۃ میں پندرہ ابواب قائم کئے ہیں اور ان میں پینتیس احادیث و آثار نقل کی ہیں (۴۳)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب الوکالۃ کے تحت درج ذیل سولہ ابواب قائم کیے ہیں۔

۱. "وكالة الشريك الشريک فى القسامة وغيرها"

(ایک حصہ دار کی دوسرے حصہ دار کی طرف سے تقسیم وغیرہ میں وکالت۔)

۲. "اذاوكل المسلم حربيا فى دارالحرب اودارالاسلام جاز"

(اگر کوئی مسلمان دارالحرب یا دارالاسلام میں کسی حربی کافر کو اپنا وکیل بنادے تو جائز ہے)

۳. "اذاابصر الراعى او الوكيل شاة تموت اوشيئا يفسد ذبح او اصلح مايخاف عليه الفساد"

(اگر چرواہا یا وکیل کسی بکری کو مرتے ہوئے یا کسی شے کو خراب ہوتے ہوئے دیکھے تو وہ بکری کو ذبح کردے یا اس شے کی اصلاح کردے۔)

۵. "وكالة الشاهدوالغائب جائزة"

(حاضر اور غائب شخص کی وکالت جائز ہے)

٦. "الوكالة فى قضاء الديون"

(قرضہ جات کی وصولی میں وکالت)

۷. "اذاوهب شيئالوكيل اوشفيع قوم جاز"

(اگر کوئی شے کسی قوم کے وکیل یا سفارشی (شفیع) کو دے دی جائے تو جائز ہے)

۸. "اذاوكل رجل ان يعطى شيئا ولم يبين كم يعطى فاعطى مايتعارفه الناس"

(اگر کوئی شخص کسی کو کچھ دینے کیلئے وکیل بنائے اور یہ بیان کرے کہ وہ کتنا دے پھر وہ لوگوں کے مابین متعارف مقدار میں دے دے)

۹. "وكالة المراة الامام فى النكاح"

(کسی عورت کے نکاح کے معاملے میں امام کی وکالت"

۱۰. "اذا وكل رجلا فترک الوكيل شيئافاجازه الموكل فهو جائز و ان اقرضه الى اجل مسمى جاز"

(اگر کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل بنائے اور وکیل کوئی شے چھوڑ دے پھر موکل اس کی اجازت دے دے

توجائز ہے اگر اس نے ایک وقت مقرر تک کسی کو قرضہ دیا تو وہ بھی جائز ہے)

۱۱. "اذاباع الوکیل شیاء فاسدافبیعة مردود"

(اگر وکیل کسی شے کو فاسد طریقے سے فروخت کردے تو اس کی بیع رد کردی جاتی ہے)

۱۲. "الوکالة فی الوقف ونفقته وان یعلم صدیقاله ویاکل بالمعروف"

(وقف اور اس کے نفقہ میں وکالت اور یہ کہ وہ اپنے دوست کو بھی کھلائے۔ اور خود بھی "معروف" طریقے پر کھائے)

۱۳. "الوکالة فی الحدود"

(حدود شرع میں وکالت

۱۴. "الوکالة فی البدن وتعاهدها"

(قربانی کے اونٹ اور اس کے معاملے میں وکالت)

۱۵. "اذا قال الرجل لوکیله ضعه حیث اراک الله قال الوکیل قدسمعت ماقلت"

(جب کوئی شخص اپنے وکیل سے کہے۔ اس کو وہاں خرچ کر، جہاں تو مناسب سمجھے اور وکیل کہے کہ میں نے تمہاری بات سن لی"

۱۶. "وکالة الامین فی الخزانة ونحوها" (۴۴)

(خزانہ وغیرہ میں کسی امانت دار شخص کی وکالت)

بہرحال حضور اکرم ﷺ کی متعدد ایسی احادیث ہیں جنہیں وکالت کی مشروعیت کیلئے بطور حجت پیش کیا جاتا ہے۔ چند احادیث جن سے فقہاء کرام نے جواز وکالت کا استدلال لیا ہے یہ ہیں۔

۱۔ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت عروہ بن جعد البارقیؓ کو حضور اکرم ﷺ نے ایک دینار دیا اور اس کے عوض قربانی کا جانور (۴۵) خریدنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس دینار کے عوض دو بکریاں خریدیں پھر ان میں سے ایک بکری کو ایک دینار کے عوض فروخت کردیا۔ اس کے بعد ایک بکری اور ایک دینار لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

"فدعاله رسول اللهصلی اللهعلیه وسلم بالبرکة قال فکان لواشتری التراب لربح فیه" (۴۶)

(یعنی آپ ﷺ نے ان کے لئے بیع میں برکت کی دعا دی اس کے بعد اگر وہ مٹی کو خریدتے تو اس میں بھی انہیں نفع ملتا)

اس حدیث کے ضمن میں امام بغوی فرماتے ہیں:

یہ حدیث معاملات (یعنی خرید و فروخت) میں وکالت کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔(۴۷)

۳۔ دوسری حدیث حضرت حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے انہیں ایک دینار سے قربانی کا جانور خریدنے کیلئے بھیجا۔ آپ نے ایک دینار کے عوض ایک جانور خریدا پھر اسے دو دینار میں فروخت کردیا۔ان میں سے ایک دینار کے عوض قربانی کا اور جانور خریدا۔ جب آپ ایک دینار اور ایک جانور لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس دینار کو صدقہ کردیا اور حکیم بن حزامؓ کے لئے خیر و برکت کی دعا دی۔(۴۸)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا اور بغرض اجازت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام کے بعد میں نے عرض کیا کہ میں خیبر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اذااتیت وکیلی فخذمنه خمسة عشروسقافان ابتغی منک اية فضع یدک ترقوته (۴۹)"

(خیبر میں تم میرے وکیل سے ملواور پندرہ وسق کھجوریں لیتے آنا اگر وہ تجھ سے نشانی مانگے تو اس کے حلق پر ہاتھ رکھ دینا۔)

۴۔ چوتھی حدیث بھی اسی حدیث کی طرح ہے جسے حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ ایک شخص کو رسول اکرم ﷺ نے خیبر کا عامل مقرر کیا۔ ایک بار وہ آپ کے پاس عمدہ قسم کی کھجوریں لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا:

"اء کل تمر خیبرهنا ؟فقال انالناخذالصاع بالصاعین"(۵۰)

(کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ دوسری قسم کی دو صاع کھجوروں کے بدلے اس قسم کی ایک صاع اور تین صاع کھجوروں کے بدلے اس قسم کی دو صاع خریدتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کرو پہلے کھجوریں درہم کے عوض فروخت کرو پھر درہم سے جنیب کھجور خریدلو۔

ان احادیث سے خرید و فروخت میں وکالت کا جواز ملتا ہے۔

۵۔ پانچویں حدیث میں نفاذ حدود کی وکالت کا ذکر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اللہ تعالی کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ دوسرا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا اس نے بھی یہی کہا لیکن اس نے کچھ عرض کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہو تو اس

نے کہا:

میرا بیٹا اس شخص کے پاس مزدور تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے صدقہ کی۔ پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو ایک سو درے لگیں گے اور ایک سال کیلئے شہر بدر کیا جائے گا اور اس کی عورت کو رجم کیا جائے گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تمہارا فیصلہ کروں گا۔ اے شخص تیری لونڈی اور سو بکریاں تجھے واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور سال بھر کیلئے شہر بدر ہوگا پھر آپ نے حضرت انیس بن ضحاکؓ سے فرمایا:

"واغديا انيس على امراة هذا فان اعترفت فارجمعها"(۵۱)

(اے انیس بن ضحاکؓ تم صبح اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے سنگسار کردیا)

چنانچہ انیسؓ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا جس پر عورت نے زنا کا اقرار کیا پھر حضرت انیسؓ نے اسے سنگسار کریا۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

"فيه الدلالةعلى جوازتوكيل الامام فى استيفاء الحدود"(۵۲)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حدود کے نفاذ میں امام کی وکالت جائز ہے۔

۶۔ توکیل فی النکاح کے متعلق حضرت محمد ابن سعد (م ۲۸۹ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ سے نکاح کے سلسلے میں جو اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت کر گئی تھیں لیکن ان کے خاوند کے مرتد ہونے کی وجہ سے ان سے الگ ہو چکی تھیں۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ کو پیغام نکاح دے کر نجاشی کے دربار میں بھیجا اور انہیں اپنی جانب سے وکیل مقرر فرمایا۔ اسی طرح حضرت ام حبیبہؓ نے حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ کو نجاشی کے پاس اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔

اس طرح یہ نکاح ۴۰۰ درہم حق مہر میں جانبین کے مختار وکلاء کے ذریعہ طے پایا۔ چنانچہ نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو بلا کر رسم نکاح انجام دی اور حاضرین کو اپنی جانب سے کھانا کھلایا۔ (۵۳)

۷۔ سنن نسائی میں روایت ہے کہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے شوہر عبد بن الاسد (حضور ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبد المطلب کے فرزند) کا انتقال ہوا تو عدت گزرنے کے بعد

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک آدمی آپ کے پاس پیغام نکاح دینے آیا تو میں نے آپ کے اس پیغام کو قبول نہ کیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ کی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ نکاح کا پیغام دینے آئے تو میں نے ان سے کہا میں ایک غیرت مند اور بچوں والی عورت ہوں نیز میرے سرپرست بھی یہاں موجود نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے میری ان باتوں کا ذکر حضور اکرم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اے عمر پھر ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو!

آپ جو کہتی ہیں کہ میں ایک غیرت مند عورت ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ میں اپنے اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری جلن باقی نہ رکھے۔ آپ جو کہتی ہیں کہ میں بچوں والی عورت ہوں تو عنقریب تو خود کفیل ہوجائے گی۔ تیسری بات یہ کہ آپ کا سرپرست یہاں موجود نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تیرے سرپرست خواہ غائب ہوں یا موجود وہ اس بات کو برا نہیں مانیں گے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے یہ باتیں جا کر آپ کو بتائیں۔ آپ نے یہ سن کر اپنے بیٹے سے کہا:

"قم فزوج رسول اللهصلى الله تعالى عليه وسلم فزوجه"(۵۴)

(اے عمرو آئیے اور میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کردیجئے پھر حضرت عمرو بن سلمہؓ نے اپنی والدہ کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے کردیا)

۸۔ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ سے نکاح کے لئے بھی رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابورافع اور انصار میں سے ایک آدمی کو اپنا وکیل مقرر کیا(۵۵)

۹۔ انعقاد نکاح ہی کی وکالت کے ضمن میں صحیح بخاری میں ایک روایت ہے۔

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں اپنی ذات کو آپ کیلئے ہبہ کرتی ہوں۔ آپ جیسے چاہیں کریں تو ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس کا نکاح میرے ساتھ کردیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"قدروجنكها بمامنک من القرآن"(۵۶)

(میں نے اس کا نکاح اس کے بدلے جو تیرے پاس کچھ قرآن ہے تو اس کو پڑھانے۔ تیرے ساتھ کردیا)(۵۷)

یہ چاروں روایات نکاح میں وکیل بنانے کے جواز کو پیش کرتی ہیں۔

۱۰۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے احکام کے نفاذ کیلئے بھی بعض صحابہ کرامؓ کو نیابت کے فرائض سونپے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

"وكلنى النبى صلى لله عليه وسلم بحفظ زكواة رمضان"(۵۸)

(نبی ﷺ نے مجھے رمضان المبارک میں زکواۃ کی حفاظت پر وکیل بنایا)

۱۱- حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں:

"امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتصدق بجلال البدن التی نحرت وبجلودھا" (۵۹)

(رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ جن اونٹوں کی قربانی دی گئی ہو میں ان کے جھولوں (پالان) اور ان کی کھالوں کا صدقہ کردوں)

اس حدیث میں تقسیم صدقات کی وکالت کا ذکر موجود ہے۔

۱۲- حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بکریاں دیں تاکہ میں انہیں صحابہ میں تقسیم کردوں تقسیم کے بعد بکری کا ایک بچہ باقی رہ گیا میں نے اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ضح به انت" یعنی اس کی تم قربانی کرلو۔ (٦٠)

اس حدیث کے ضمن میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں

"فيه دليل على جواز التوكيل فی قسمة الضحايا" (٦١)

(اس حدیث میں قربانی کی تقسیم میں وکالت کا جواز ثابت ہوتا ہے)

۱۳- ادائیگی قرض میں وکالت کا جواز بھی حدیث سے ملتا ہے۔ صحیح بخاری میں ایک روایت ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

ایک شخص کا ایک خاص عمر کا اونٹ حضور اکرم ﷺ کے ذمہ قرض تھا۔ وہ شخص آپ ﷺ سے وہ قرض مانگنے آیا تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا اس کو وہ اونٹ دے دو۔ صحابہ کرامؓ نے اس عمر کا اونٹ تلاش کیا تو انہیں اس عمر سے زیادہ کا اونٹ ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی اسے دے دو تو اس نے کہا مجھے پورا پورا دے دیا۔ اللہ آپ کو اجر دے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان خياركم احسنكم قضاء" (٦٢)

(تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے)

اس حدیث کے ضمن میں سید سابق نے امام قرطبی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"فدل هذا الحديث مع صحته على جواز التوكيل الصحيح البدن فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر اصحابه ان يعطوا عنه اسن التی كانت عليه فذلك التوكيل منه لهم على ذلك و لم يكن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مريضا ولا مسافر" (٦٣)

یہ حدیث موکل کے صحت مند ہونے کے باوجود وکالت کا جواز پیش کرتی ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اتنی عمر کا اونٹ دینے کا حکم فرمایا جتنا آپ کے ذمہ تھا۔ صحابہ کا اپنا اونٹ دینا بطور وکالت تھا حالانکہ اس وقت آپ نہ بیمار تھے اور نہ ہی مسافر۔

۱۴۔ ادائیگی قرض میں توکیل سے متعلق ایک اور روایت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ کے بارے حضرت جابرؓ سے فرمایا:

"بل بعنيه قد اخذته باربعة دنانيرولک ظهره الى المدينة"

اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کردو اور میں نے اسے چار دینار میں خرید اتھا۔ تم مدینہ تک اس پر سواری کرو پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا اے بلال:

"اقضه وزاده فاعطاه اربعة دنانير وزادقيراطا"(۶۴)

(ان کو اونٹ کی قیمت ادا کرو اور کچھ زیادہ قیمت دو۔ حضرت بلالؓ نے انہیں چار دینار اور ایک قیراط دیا"(۶۵)

۱۵۔ ادائیگی قرض کے علاوہ وصولی قرض میں وکالت بھی جائز ہے۔ اس ضمن میں حضرت یعلی بن امیہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اذا اتتک اسلى فاعطهم ثلاثين درعا وثلاثين بعيرا او اقل من ذلک"(۶۶)

(جب تمہارے پاس میرے وکیل آئیں تو انہیں تیس زرہیں اور تیس اونٹ یا اس سے کم دے دینا۔)

پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مانگی ہوئی چیز ادا کی جاتی ہے فرمایا! ہاں۔

۱۶۔ ایک روایت سے وکالت خصومت کا جواز بھی ملتا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب (۶۷) کی آمد کے قصہ میں آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسیلمہ کذاب کے پاس آئے اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے خطیب ثابت بن قیس بن شماس (۶۸) تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ مسیلمہ کے پاس آئے اور اس کے ساتھیوں میں کھڑے ہو کر اس سے فرمایا:

"لوسالتنى هذه القطعة ما اعطيتكهاوان تعدوا امرالله فيک ولئن له برت ليعقرنک الله وانى لاراک الذى اريت فيه مارايت وهذا ثابت يجيبک عنى"(۶۹)

(اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا بھی مطالبہ کرے تو میں یہ تجھے نہیں دوں گا۔ اللہ تعالی کا تیرے بارے میں جو فیصلہ ہے تو ہر گز اس سے تجاوز نہیں کرسکتا اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالی ضرور ہلاک کردے گا اور

میں تجھے وہی بات بتاتا ہوں جو مجھے بتائی گئی ہے اور یہ ثابت ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔

اس روایت کے مطابق اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو اپنا وکیل خصومت مقرر کیا۔

ان روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عہد نبویؐ میں زندگی کے مختلف شعبوں میں وکالت کا واضح تصور موجود تھا۔ نیز ان احادیث سے وکالت کے بنیادی قواعد وضوابط پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

## آثار صحابہ اور وکالت

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے متعدد ایسے آثار بھی ملتے ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نہ صرف وکالت کے تصور سے آشنا تھے بلکہ اپنے بہت سے امور بھی اپنے وکلاء کے ذریعہ انجام دیتے۔ اس ضمن میں صحابہ کرامؓ کے چند آثار پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ ان کے خاوند ابو عمرو بن حفص نے انہیں تین طلاقیں دیں اور خود وہاں سے چلا گیا(۷۰) پھر اس نے اپنے ایک وکیل کے ذریعہ میری طرف کچھ جو بھجوائے مگر میں راضی نہ ہوئی۔ اس پر وکیل نے کہا واللہ ہم پر تیرا کوئی حق نہیں۔

"فخاصمة الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فی اسکنی والنفقة فلم یجعل لی سکنی ولا نفقة"(۷۱)

(پھر میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس جھگڑے کو پیش کیا تو آپ ﷺ نے بھی میرے لئے کوئی نفقہ اور رہائش مقرر نہ کی۔ اس اثر سے وکیل برائے ادائے نفقہ کا تصور ملتا ہے۔

۲۔ حضرت معن بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے والد چند دینار بغرض خیرات لے کر گھر سے نکلے۔ انہوں نے وہ دینار مسجد میں ایک آدمی کو بطور وکیل دے دیے اور میں نے اس سے وہ دینار لے لیے۔ میں یہ دینار لے کر گھر آیا تو میرے والد نے کہا خدا کی قسم میں نے یہ دینار تمہیں دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد یہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"لک مانویت یا یزید ولک ماأخذت یامعن"(۷۲)

(اے یزید تمہیں تمہاری نیت کا ثواب مل گیا اور اے معن جو تو نے مال لے لیا وہ تمہارے لیے حلال ہے)

امام ابن تیمیہ(م ۷۲۸ھ) نے اس اثر کو کتاب الوکالت میں اثبات وکالت کے ضمن میں نقل کیا

ہے۔(۷۳)

۳۔ نفاذ حدود میں وکالت کی مشروعیت اس اس اثر سے ملتی ہے۔

حضرت حصین بن منذر سے روایت ہے کہ میں امیرالمؤمنین حضرت عثمان غنیؓ کے پاس موجود تھا کہ ولید(۷۴) کو لایا گیا۔اس نے ایک روز صبح کی چار رکعتیں پڑھادیں۔ نماز کے بعد اس نے کہا میں تمہارے لیے نماز زیادہ کرتا ہوں۔ پھر دو آدمیوں نے ولید کے خلاف گواہی دی۔

حران نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے۔جب کہ دوسرے شخص نے یہ گواہی دی کہ وہ میرے سامنے قے کررہا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی تو شراب کی قے کیوں کرتا پھر آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

اے علی اٹھواور اسے کوڑے لگاؤ۔حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے کہا" قم یا حسن فاجلدہ" اے حسن اٹھواور اس پر حد نافذ کرو۔ حضرت حسنؓ نے کہا سخت کام بھی اسے سپرد کروجسے آپ آسان کام سونپتے ہیں۔ حضرت علی نے حضرت حسن کی اس بات پر غصے کا اظہار کیا پھر آپ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا:

"یا عبداللہ بن جعفر قم فاجلدہ فجلدہ وعلی یعد حتی بلغ اربعین فقال امسک"(۷۵)

(اے عبداللہ اٹھواور اسے کوڑے لگاؤ پھر انہوں نے کوڑے لگائے اور حضرت علیؓ گنتے رہے۔ جب چالیس کوڑے پورے ہوئے تو آپ نے انہیں رکنے کو کہا)

علامہ شمس الدین سرخسی نے کتاب الوکالۃ میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ایک فریق کی رضامندی کے بغیر وکیل مقرر کیا جاسکتا ہے۔(۷۶)

اس اثر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وکیل بھی وکیل ثانی مقرر کرسکتا ہے۔

جس طرح حضور اکرم ﷺ نے حد زنا کے نفاذ کیلئے حضرت انیس ابن ضحاکؓ کو وکیل بنایا اس طرح یہاں حضرت عثمانؓ نے حد خمر کے نفاذ کیلئے حضرت علیؓ کو وکیل مقرر کیا پھر حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو وکیل ثانی مقرر کیا(۷۷)

۴۔ امام بیہقی (م۴۵۸ھ)نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ مقدمات میں بذات خود حاضر نہ ہوتے اور آپ فرماتے ہر مقدمہ ایک مصیبت ہے۔(۷۸) جو شیطان پیش کرتا ہے پس آپ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کو مقدمات کیلئے وکیل مقدمہ مقرر کرتے پھر جب بڑھاپے کی وجہ سے آپ نحیف وکمزور ہوگئے تو مجھے مقدمات کیلئے وکیل مقرر کرتے اور آپؓ فرماتے:

"ماقضى لوكيلى فلى وماقضى على وكيلى فعلى"(۷۹)
(جو فیصلہ میرے وکیل کے حق میں ہوگا وہ میرے لئے اور جو فیصلہ میرے وکیل کے خلاف ہوگا وہ بھی میرے لئے ہے)

شیخ الاسلام تقی الدین ابوالحسن علی السبکی(م ۷۵٦ھ)فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عقیل(۸۰) کو حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ کے پاس اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ (۸۱) کو حضرت عثمان غنیؓ کے پاس اپنا وکیل مقرر کیا۔ آپ نے حضرت عبداللہ کے متعلق کہا:

"ماقضى له فلى وماقضى عليه فعلى"(۸۲)
(جو فیصلہ اس کیلئے ہوگا وہی میرے لئے ہوگا اور جو فیصلہ اس کے خلاف ہوگا وہ میرے خلاف ہوگا)

امام سبکی نے حضرت علیؓ کا یہ قول بھی نقل کیا:

"ان للخصومات قحما(قال ابو زیار الكلابى القحم المهالک) ولان الحاجة تدعو االى التوكيل فى الخصومات لانه قد يكون له حق او يدعى عليه حق ولا يحسن الخصومة فيه او يكره ان يتولاهابنفسه فجاز ان يوكل فيه"(۸۳)

(بے شک مقدمات میں ہلاکت ہوتی ہے اور ضرورت کی بنا پر مقدمات میں وکیل بنایا جاتا ہے کیونکہ آدمی کے حق میں حق دعوی کردیا جاتا ہے اور مقدمات میں بہتری نہیں ہوتی اور وہ خود اس میں براہ راست شریک نہیں ہونا چاہتا۔ اس لئے جائز ہے کہ اس میں وکیل مقرر کیا جائے)

۵۔ حفاظت جائیداد سے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ میں نے امیہ بن خلف(۸۴) سے اپنے اور اس کے درمیان یہ معاہدہ لکھوایا کہ میری وہ جائیداد جو مکہ میں ہے وہ اس کی حفاظت کرے اور اس کی وہ جائیداد جو مدینہ میں ہے میں اس کی حفاظت کروں گا۔ جب میں نے تحریر میں اپنا نام عبدالرحمن لکھا تو اس نے کہا میں عبدالرحمن کو نہیں جانتا تو اپنا نام لکھ جو جاہلیت میں تھا۔ تو میں نے عبد عمرو لکھا۔

بدر کے دن میں پہاڑ کی طرف نکلا تاکہ اس کی حفاظت کروں جب سب لوگ سو گئے تو اس کو بلالؓ نے دیکھ لیا وہ نکلے اور انصار کی ایک مجلس میں گئے اور کہا کہ یہ امیہ بن خلف ہے۔ اگر امیہ نجات پا گیا تو میری خیر نہیں۔ ان کے ساتھ انصار کے چند لوگ پیچھے نکلے جب مجھے یہ خوف ہوا کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں گے تو میں نے اس کا بیٹا ان کیلئے چھوڑ دیا۔ انہوں نے اسے قتل کردیا۔(۸۵)

٦۔ عدالت میں کسی مقدمہ کی پیروی اور قانونی نکات کی وضاحت کے ضمن میں بھی ایک روایت ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(م ۱۱۷٦ھ) نے ازالۃ الخفاء میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت

عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ایک شخص قتل ہو گیا۔ فیصلہ کیلئے مقدمہ آپ ہی کے پاس آیا۔ آپ نے سماعت کے بعد ملزم کو قتل کا مجرم قرار دیا اور اپنے فیصلے میں قاتل کو سزا موت سنادی۔ فیصلے کے اعلان پر مقتول کے ورثاء میں سے بعض نے اعلان کیا کہ انہوں نے قاتل کو معاف کر دیا اور اپنے حصہ سے دستبردار ہو گئے۔

حضرت عمرؓ اپنے فیصلے پر قائم رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس وقت عدالت میں موجود تھے آپ نے قانونی معاملہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"كانت النفس لهم جميعا فلما عفى هذا احياالنفس فلا يستطيع ان ياخذحقه حتى ياخذحق غيره"

(تمام ورثاء قاتل کے خلاف اپنا حق رکھتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک اپنے حق سے دستبردار ہو جانے اور باقی دستبردار نہ ہوں تو سب کی اتفاق رائے کے بغیر فیصلہ نافذ نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کی رائے سن کر آپ سے کہا پھر مقدمہ کا فیصلہ کس طرح ہو؟ آپ نے کہا:

"ارى ان تجعل الدية عليه فى ماله وترفع حصة الذى عفى"

(قاتل ورثاء کو خون بہا ادا کرے اور جس نے اپنا حق معاف کر دیا اس کا حصہ منہا کر دیا جائے۔)

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے ان کی رائے کے مطابق فیصلہ دیا اور اپنا فیصلہ واپس لے لیا(۸۶)

اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف گورایہ نے لکھا ہے۔

مندرجہ بالا مقدمہ قتل کی کارروائی یہ ظاہر کرتی ہے:

کہ اسلامی عدلیہ کے سربراہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک ماہر قانون (وکیل) کو عدالت کے روبرو اپنی رائے دینے کی اجازت دی، ماہر قانون نے اپنی آزادانہ رائے کے مطابق قانون کی تشریح کی اور اپنی رائے ظاہر کی۔ عدالت نے وہ رائے قبول کر لی۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ مستند ماہر قانون (ایڈووکیٹ) عدالت ہائے انصاف میں پیش ہونے اور عدالت کے سامنے مقدمہ کے قانونی نکات کی وضاحت اپنے نظریہ کے مطابق کرنے میں عدالت کی مدد کرنے کے مجاز نہیں؟ خلافت راشدہ میں ایسے بہت سے مقدمات کا ذکر موجود ہے جن میں قاضی نے ماہر قانون وفقہ (وکیل) سے ماہرانہ رائے طلب کی اور مقدمات کے مختلف پہلو ان ماہرین کی رائے سے اجاگر ہوئے۔ اگر موجودہ وکالت کے پیشے میں مناسب تبدیلیاں کر دی جائیں تو وکالت کا ادارہ مفید نتائج بر آمد کر سکتا ہے۔(۸۷)

۷۔ وکالت بیع کے ضمن میں حضرت عمر فاروقؓ ہی کا یہ اثر ہے۔

حضرت موسی بن انس کے والد انس کہتے ہیں کہ حضرت عمرفاروقؓ نے ان کو سونا چڑھاایک برتن دیا ارو فرمایا جاؤ اس کو فروخت کردو۔ انہوں نے ایک یہودی کے ہاتھ دوگنے وزن پر فروخت کردیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ واپس لو۔ یہودی نے کہا۔ کیا میں قیمت میں اضافہ کردوں؟

"فقال له عمر لا الا بوزنه"(۸۸)

(آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کو اس کے ہم وزن کے عوض ہی فروخت کرنا ہے۔)

۸۔ حضرت حسین بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ذمہ میرے چند درہم تھے۔ میں نے ان کے پاس کچھ دینار پائے تو انہوں نے میرے ساتھ ایک قاصد بھیجا اور اس سے کہا:

"اذاقامت علی سعر فاعرضا علیه فان اخذها والا فاشترله حقة ثم اقضه اياه"(۸۹)

(جب یہ دینار نرخ کے مطابق (دراہم کے برابر) ہوں تو یہ دینار حسین بن سعد کو دے دینا اگر وہ دینار لے لیں تو درست ورنہ ان دیناروں میں سے ان کا حق (دراہم) خرید لینا اور وہ انہیں ادا کردینا)

۹۔ کفارات کی ادائیگی میں وکالت سے متعلق حضرت عمرؓ کا عمل یہ ملتا ہے ۔ ایک بار آپ نے اپنے عہد خلافت میں ایک قوم کے متعلق قسم اٹھائی کہ میں انہیں کوئی عطیہ نہیں دوں گا۔ پھر ان کے حالات آپ پر واضح ہوئے اور آپ نے انہیں کچھ عطیہ دے دیا۔ اس پر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا:

"فاذا انا فعلت ذلک فاطعم عنی عشرة مساکین کل مسکین نصف صاع من حنطةاوصاعامن التمر"(۹۰)

(جب میں نے ایسا کردیا ہے تو اب میری طرف سے دس مساکین کو کفارہ قسم ادا کر۔ ہر مسکین کو نصف صاع (تقریباً سوادو کلو گرام) گندم یا ایک صاع کھجور دو۔)

صحابہ کرام کے ان آثار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نہ صرف اسلام کے تصور وکالت سے آشنا تھے بلکہ اپنے بہت سے امور ومعاملات اپنے وکلاء کی وساطت سے سرانجام دیتے۔

## اجماع اور وکالت

فقہ اسلامی کا تیسرا بنیادی ماخذ اجماع ہے۔ چونکہ وکالت کی مشروعیت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے ۔ لہذا تمام فقہاء کا وکالت کے جواز پر اجماع ہے۔ لہذا وکالت سے انکار نہ صرف قرآن وحدیث کا انکار ہے بلکہ اجماع امت سے بھی انکار ہوگا۔

فقہاء کرام نے کتب فقہ میں وکالت پر اجماع ہونے کا ذکر اپنی اپنی کتب میں کیا ہے۔ علامہ علاؤالدین حنفی نے الدر المختار میں لکھا ہے:

"علیه الاجماع"(۹۱) (وکالت کی صحت پر امت کا اجماع ہے)

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

"صح التوکیل بالکتاب والسنۃ والاجماع"(۹۲)

(وکالت کی صحت قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے)

عبدالرحمن جزیری فرماتے ہیں:

"فان اجماع المسلمین علیها من غیر ان یخالف فیه احد من ائمتهم"(۹۳)

(اس کا جواز مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے اور کسی امام نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا)

فقہ الشافعی کے ممتاز فقیہ خطیب الشربینی نے لکھا ہے:

"انعقدالاجماع علی جوازها ولان الحاجۃ داعیۃ الیهافان الشخص قدیعجزعن قیامه بمصالحه کلها"(۹۴)

(وکالت کے جواز پر اجماع ہوچکا ہے کیونکہ ضرورت اس کی متقاضی ہے۔ اس لئے کہ انسان کبھی کئی مصلحتوں کی بنا پر کئی امور انجام دینے سے عاجز ہوتا ہے۔)

نہایۃ المحتاج میں بھی وکالت کے جواز پر اجماع ہونے کا اس طرح ذکر ہے۔(۹۵)

مالکیوں کے نزدیک بھی وکالت کے جواز پر اجماع ہے۔ چنانچہ ابو الولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی الاندلسی نے لکھا ہے:

"انعقدالاجماع علیه"(۹۶) (جوازوکالت پر امت کا اجماع ہے۔)

فقہ حنبلی کے مایہ ناز عالم دین ابن قدامہ نے وکالت کے متعلق لکھا ہے:

"اجمعت الامۃ علی جوازالوکالۃ فی الجملۃ ولان الحاجۃ داعیۃ الی ذلک"(۹۷)

(جوازوکالت پر امت کا اجماع ہے کیونکہ اس کی عمومی ضرورت ہے ہر شخص کو اپنا ہر کام کرنا نہ ممکن ہے لہذا اس کی حاجت ضروری ہے۔)

علامہ منصور بن یونس بھوتی فرماتے ہیں:

"وهی جائزۃ اجماعا"(۹۸) (وکالت اجماعاً جائز ہے۔)

تمام فقہاء کا وکالت کے جواز پر اجتماع ہی نہیں بلکہ فقہاء وکالت کے استحباب کے بھی قائل ہیں۔

جیسے علامہ الشربینی نے قاضی حسین احمد کا قول نقل کیا ہے:

"بل قال القاضی حسین ان قبولهامندوب"(۹۹)

(قاضی حسین(۱۰۰)کے نزدیک وکالت قبول کرنا مستحب ہے۔)

عصر جدید کے فقیہ السید سابق نے استحباب وکالت کا ذکر اس طرح کیا۔

"اجمع المسلمین علی جوازھابل علی استحبابھاالانھانوع من التعاون علی البر والتقوی(۱۰۱)

(جو فقہاء وکالت کے استحباب کے قائل ہیں ان کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

"وتعاونوا ۔ علی البروالتقوی"(۱۰۳) اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور تقوی میں تعاون کرو۔)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی یہ حدیث بھی وکالت کا استحباب ثابت کرتی ہے۔

"واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ"(۱۰۲)

(اللہ تعالی بندے کی مدد میں اس وقت مصروف رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے)

اللہ تعالی نے انسانوں کو مختلف خصوصیتیں اور طبیعتیں عطا فرمائی ہیں۔ کسی کو طاقتور بنایا اور کسی کو کمزور اس لئے ہر شخص میں تمام امور خود انجام دینے کی آمادگی وصلاحیت نہیں ہوتی اور نہ ہی ایک شخص تمام معاملات کو پوری طرح سمجھنے اور ان سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لہذا اس امر کی ضرورت ہے کہ کمزور اور صلاحیت سے محروم لوگ اپنے کام ایسے لوگوں کے سپرد کریں جو ضروری قوت اور صلاحیت کے حامل ہوں۔ لہذا اس ضرورت کے تحت وکالت قبول کرنا مستحب ہے۔

ان تمام دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وکالت وہ امر ہے جس کی مشروعیت اور جواز قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ، آثار صحابہ، امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے۔ لہذا ہر وہ قابل نیابت معاہدہ جو شرعاً جائز ہو اور انسان خود کر سکتا ہے اس کیلئے دوسرے شخص کو بھی اپنا وکیل یا نائب بنانا جائز ہے۔

# حواشی و حوالہ جات

۱- ابوداؤد، (کتاب البیوع، باب فی الرجل یتجر فی مال الرجل بغیر اذنہ)، ۴۸۰/۲

۲- حدیث غار کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے تین شخص کہیں جا رہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ بارش سے بچنے کیلئے انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ اتفاق سے اس پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ پھر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سب سے اچھے عمل کا جو تم نے کیا ہو واسطہ دے کر اللہ تعالی سے غار کا منہ کھلنے کی دعا کرو اس پر ان میں سے ایک نے کہا:

"اے اللہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں اپنے مویشی چرانے کے بعد ان کا دودھ دھو کر سب سے پہلے اپنے والدین کو پیش کرتا پھر اپنے بیوی بچوں کو پلاتا۔ ایک دن مجھے دیر ہوگئی۔ واپسی پر میرے والدین سو چکے تھے۔ میں نے انہیں جگایا نہیں۔ بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں پڑے رو رہے تھے اور میں دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرا یہ کام تیری خوشنودی کیلئے تھا تو غار کے منہ سے اس چٹان کو ہٹادے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس دعا کے بعد کچھ راستہ بن گیا۔

پھر دوسرے شخص نے دعا کی۔ اے اللہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے بہت محبت کرتا تھا۔ ایک دن اس نے کہا کہ مجھے سو دینار دے اور اپنا مقصد پورا کر۔ میں نے آہستہ آہستہ ایک سو دینار اکٹھے کئے۔ ایک روز میں اور وہ اکیلے تھے اور خواہش کی تکمیل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈرو۔ میں کھڑا ہو گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ عمل تیری خوشنودی کے لئے تھا تو ہمارا راستہ بنا دیجئے۔ اس کے بعد دو تہائی راستہ بن گیا۔

اس کے بعد تیسرے شخص نے یہ دعا کی اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے "بفرق من ذرة" جوار یا مکئی چھانٹے کا کام لیا (مسلم کی روایت میں "بفرق الارز" یعنی چاول (چھانٹے کا کام ہے) جب میں نے اسے اس کی مزدوری دی تو اس نے وہ مزدوری لینے سے انکار کیا۔ میں نے اس جوار یا چاول کو زمین میں کاشت کیا۔ یہ فصل اتنی زیادہ ہوئی کہ اسے فروخت کر کے میں نے ایک بیل اور ایک چرواہا خریدا پھر ایک روز اس مزدور نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا یہ بیل اور چرواہا لے جاؤ۔ یہ تمہارے ہیں۔ اس نے مذاق سمجھا میں نے کہا یہ مذاق نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

اے اللہ تیرے نزدیک اگر یہ کام تیری رضا کیلئے کیا تو ہمارے لئے راستہ بنادے۔ آپ ﷺ

نے فرمایا پھر ان کیلئے مکمل راستہ کھل گیا۔(البخاری "کتاب البیوع" باب اذا اشتری شیا لغیرہ بغیر اذنہ" ۱/۲۹۴ مسلم "کتاب الذکر" باب قصہ صحاب الغار الثلاثۃ، ۲/۳۵۳۔

۳۔ باقی ساتھیوں کے نام یہ ہیں۔ میکسلمیناہ، موطونس، سنونس، ساربنونس ، نونواس اور کعسططیونس (پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ۳/۲۲)

۴۔ پر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ۳/۱۲-۱۳۔

۵۔ ابو بکر جصاص، احکام القرآن، دار الکتب العربیہ، بیروت، (ت-ن)، ۳/۲۱۳

۶۔ ابوامیہ بن مغیرہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کا والد اور قریش میں سب سے زیادہ معمر شخص تھا۔اور یہ قریش کا مشیر تھا۔(ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، تحقیق، مصطفی السقاودیگر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۳۶ء، حاشیہ نمبر ۳، جلد ۱، ص:۲۰۹)

۷۔ اس دروازے کو عہد جاہلیت میں باب بنی عبد الشمس اور عہد رسالت میں باب بنی شیبہ کہاجاتا۔اب اسے باب السلام کہاجاتا ہے (ایضاً حاشیہ نمبر ۴)

۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱/۲۰۹

۹۔ محمد حسین ہیکل، حیات محمد، ترجمہ ابو یحیی امام خان نوشیروی ، علم وعرفان پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۹۹ء، ص:۱۵۰-۱۵۱)

۱۰۔ سورۃ الانعام، ۶/۳۸

۱۱۔ سورۃ النحل، ۱۶/۸۹

۱۲۔ سورۃ النساء، ۴/۳۵

۱۳۔ بیضاوی، انوار التنزیل، ۱/۹۰

۱۴۔ جصاص، احکام القرآن، ۲/۱۹۱

۱۵۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۵/۱۷۷

۱۶۔ امام سبکی، تکملہ المجموع، المکتبۃ السلفیہ، مدینہ منورہ، (ت-ن) ۱۴/۹۳۔

۱۷۔ سورۃ الاعراف، ۷/۱۵۸۔

۱۸۔ ابن العربی، احکام القرآن، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۹۷۲ء، ۳/۱۵۰۰۔

۱۹۔ سورۃ التوبہ، ۹/۶۰۔

۲۰۔ وھبہ الزحیلی، التفسیر المنیر فی العقیدہ والشرعیۃ، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۱ء، ۱۰/۲۶۷۔

۲۱۔ ابن قدامہ، المغنی، مکتبہ ریاض الحدیثہ، ریاض، ۱۹۸۱ء، ۵/۸۷۔

۲۲- سورۃ یوسف، ۵۵/۱۲

۲۳- شوکانی، نیل الاوطار، ۹/۷

۲۴- السید سابق، فقہ السنہ، دار الکتاب العربیہ، بیروت، ۱۹۷۱، ۲۲۹/۳

۲۵- سورۃ یوسف، ۹۳/۱۲

۲۶- ابن العربی، احکام القرآن، دار المعرفۃ، ۱۲۲۸/۳-
الزحیلی، التفسیر المنیر، ۲۳۴/۱۵

۲۷- سورۃ الکہف، ۱۹/۱۸

۲۸- ابن العربی، احکام القرآن، دار المعرفۃ، ۱۲۳۱/۳-

۲۹- جصاص، احکام القرآن، ، ۲۱۳/۳

۳۰- الزحیلی، التفسیر المنیر، ۲۳۴/۱۵

۳۱- سورۃ السجدہ، ۱۱/۳۲

۳۲- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۹۴/۱۴- ابن العربی، احکام القرآن، ۱۵۰۰/۳

۳۳- سورۃ النساء، ۱۰۵/۴

۳۴- جسٹس تنزیل الرحمن" اسلامی نظام عدل "(خلاصہ رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل، پی ایل ڈی) جرنل سیکشن) جلد xxxix، ۱۹۸۷ء آل پاکستان لیگل ڈسینز، لاہور، ۶۷/۵

۳۵- سورۃ النساء، ۱۰۶/۴-۱۰۹

۳۶- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۳۷۷/۵

۳۷- البخاری، (کتاب الوکالۃ، ۳۰۸/۱-۳۱۱

علامہ ابن حجر عسقلانی نے امام بخاری کی ان احادیث کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ان چھبیس روایات میں سے چھ آثار صحابہ، چھ معلق اور باقی موصولہ روایات ہیں۔ ان میں سے بارہ روایات کا ذکر اس سے قبل بھی آچکا ہے۔ امام مسلم نے پانچ روایات کے علاوہ باقی تمام روایات کی تخریج کی ہے۔ (ابن حجر، فتح الباری، ۴۹۴/۴-)

۳۸- ابوداؤد، (کتاب الاقضیہ، باب الوکالۃ) ۵۱۱/۲

۳۹- دار قطنی، سنن (کتاب الکاتب، باب الوکالۃ، سید عبداللہ ہاشم، مدینہ منورہ، ۱۹۶۶ء، ۱۵۴/۴

۴۰- بیہقی، السنن الکبری، (کتاب الوکالۃ، دار الفکر، (ت-ن) ۸۰/۶- ۸۲

۴۱- بغوی، شرح السنہ، (باب التوکیل،) المکتبہ الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۳ء، ۲۱۸/۸

۴۲- ابن تیمیہ، منتقی الاخبار، (حدیث نمبر ۳۰۲۸-۳۰۴۲)، دار الفکر، بیروت، ۱۹۷۹ء، ۲/۳۷۵-۳۷۸

۴۳- ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، (ت-ن)، ۱۵/۳۰۶-۳۴۰

۴۴- البخاری، (کتاب الوکالۃ ۱/۳۰۸-۳۱۱

۴۵- ابن ماجہ کی روایت میں ایک بکری خریدنے کا ذکر ہے۔

۴۶- ابوداؤد، (کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف)، ۲/۴۸۰

ابن ماجہ، (کتاب الصدقات، باب الامین یتجر فیہ فیربح) نور محمد، کراچی، ۱۳۸۱، ص: ۱۷۳

۴۷- بغوی، شرح السنہ، ۸/۲۱۸

۴۸- ابوداؤد، ۲/۴۸۰- ترمذی (ابواب البیوع، باب ماجاء فی اشتراط الولاء)، ۱/۱۷۱

۴۹- ابوداؤد، (کتاب الاقضیہ، باب الوکالۃ)، ۲/۵۱۱- دار قطنی، (کتاب المکاتب، باب الوکالۃ)، ۴/۱۵۴-۱۵۵-

۵۰- ظفر احمد، اعلاء السنن، ۱۵/۳۱۸

۵۱- البخاری (کتاب المحاربین، باب الاعتراف بالزنی)، ۲/۱۰۰۸- مسلم (کتاب الحدود، باب حد الزنا)، ۲/۶۹

۵۲- ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن، ۱۵/۳۱۱

۵۳- ابن سعد، طبقات الکبری، دار صادر، بیروت، (ت-ن)، ۸/۹۹

۵۴- نسائی، سنن، (کتاب النکاح، باب نکاح الابن امہ) قدیمی کتب خانہ، کراچی، (ت-ن)، ۲/۷۶- امام احمد، ۶/۲۹۵

۵۵- ابن سعد، طبقات الکبری، ۸/۱۳۳

۵۶- البخاری، (کتاب الوکالۃ، باب وکالۃ المراۃ الامام، ۱/۳۱۰

۵۷- نسائی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور کچھ لے آؤ خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ گئے اور انہیں کوئی چیز بھی نہ ملی پھر آپ نے فرمایا کیا تمہیں قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد ہیں۔ اس نے کہا ہاں تو پھر آپ نے قرآن مجید پڑھانے کا ذکر فرمایا (نسائی، کتاب النکاح، باب ذکر امر رسول اللہ فی النکاح، ۲/۶۷)

۵۸- البخاری، (کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجل فترک الوکیل)، ۱/۳۱۰)

۵۹۔ ایضاً، (باب وکالة الشریک فی القسمة، ۳۰۸/۱

۶۰۔ ایضاً

۶۱۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۹/۷

۶۲۔ البخاری، (کتاب الوکالة باب الوکالة الشاہد والغائب جائزة)، ۳۰۹/۱۔
ایضاً، (کتاب الاستقراض، باب حسن القضاء)، ۳۲۲/۱

۶۳۔ سید سابق، فقہ السنہ، ۲۳۳/۳

۶۴۔ عثمانی، اعلاء السنن، ۳۲۵/۱۵

۶۵۔ قیراط ایک وزنی پیمانہ ہے جو عربوں نے اسلام سے بہت پہلے بوزنطیوں سے لئے۔اس وقت قیراط کا وزن ۰ ۱۹ء۰ گرام کے برابر تھا(زمبایور، قیراط، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی ،لاہور۱۹۷۸ء، جلد۱۶/۲،ص:۵۲۹)

۶۶۔ ابوداوٗد، (کتاب البیوع، باب فی تضمین العاریة)، ۵۰۲/۲۔ امام احمد، ۲۲۲/۴

۶۷۔ مسیلمہ کا نام ثمامہ تھا۔ یہ عام الوفور ۹ھ میں وفد بنی حنیفہ کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اس نے وفد کے باقی ارکان کے ساتھ دربار رسالت میں حاضری نہیں دی بلکہ غرور وتکبر اور انکار کا اظہار کیا۔ اس نے کہا اگر محمد (ﷺ) نے کاروبار حکومت کو اپنے بعد میرے حوالے کرنا طے کیا تو میں ان کی پیروی کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے مذکورہ کلام فرمایا۔(ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۸۷/۸-۹۳)

۶۸۔ آپ انصار کے خطیب تھے اور عربی کے مشہور شاعر امراء القیس کے سلسلہ سے تھے۔ سورۃ الحجرات کی آیت رفع صوت آپ ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔(ابن اثیر، اسد الغابہ، ترجمہ عبد الشکور فاروقی، مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۴۰۷ھ، ۴۰/۲)

۶۹۔ البخاری، (کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفة وحدیث ثمامہ)، ۶۲۸/۲

۷۰۔ نسائی کی ایک روایت کے مطابق ابوعمر بن حفص ایک جہاد میں یمن کی طرف گیا تھا۔۱۱۸/۲

۷۱۔ مسلم، (کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لها)، ۴۸۳/۱۔ نسائی (کتاب النکاح، باب خطبة الرجل اذا ترک الخاطب اواذن لہ (۷۳/۲،
ایضاً باب الرخصة المبتوتة من بیتھا)، ۱۱۹/۲

۷۲۔ البخاری، (کتاب الزکاة باب اذا تصدق علی ابنہ وھولا یشعر)، ۱۹۱/۱

۷۳- ابن تیمیہ، منتقی الاخبار، ۲/۷۷۳-۷۸ ۳

۷۴- اس ولید سے مراد ولید بن عقبہ بن معیط ہے جسے حضرت عثمانؓ نے کوفہ کا عامل مقرر کیا تھا- پھر اسے معزول کر کے سعید بن عاص کو عامل مقرر کیا-(محمد تقی عثمانی، تکملہ فتح الملہم، مکتبہ دار العلوم، کراچی، ۱۴۰۷ھ ۲/۴۹۸) یہ یوم الفتح المکہ پر اسلام لایا- سورۃ الحجرات کی آیت، ان جاء فاسق بنبا" اسی کیلئے نازل ہوئی- جب حضور ﷺ نے اسے قبیلہ بنی مصطلق کی طرف وصولی زکوٰۃ کے لئے بھیجا تھا(ابن سعد، الطبقات الکبیر، (۲۴/۶)

ابن الاثیر، اسد الغابہ، تحقیق شیخ علی محمد ودیگر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۴ء، ۴۲۰/۵

۷۵- مسلم، (کتاب الحدود، باب حد الخمر)، ۲/۷۲-

۷۶- سرخسی، المبسوط، ۳/۱۹

۷۷- ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن، ۳۱۱/۱۵

۷۸- یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" کفی بک اثمان ان لاتزال مخاصما" کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہمیشہ جھگڑتا رہے(ترمذی، ابواب البر والصلوٰۃ، باب ماجاء فی المراء، ۲/۲۰- ابن حجر فتح الباری، ۱۸۱/۱۳)

۷۹- بیہقی، (کتاب الوکالۃ، باب التوکیل فی الخصومات، مع الحضور والغیبۃ، ۸۱/۶، ابن ابی شیبہ (کتاب البیوع، باب فی الوکالۃ فی الخصومت" ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۹۸۶ء، ۲۹۹/۷

۸۰- حضرت عقیل بن ابی طالب بن ہاشم ابوزید حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے- صلح حدیبیہ سے قبل اسلام لائے- جنگ موتہ میں آپ نے شرکت کی- آپ قریش کے نسب ناموں اور ان کے تاریخی ایام کے بہت بڑے عالم تھے- آپ حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے(صفی الدین خزرجی، خلاصۃ تذھیب تہذیب الکمال، المکتبۃ الاثریہ، سانگلہ ہل، (ت-ن)۲۳۸-۲۳۹- احمد بن یحی بلاذری، انساب الاشراف، موسسۃ الاعلی المطبوعات، بیروت، ۱۹۷۶ء، ۶۹/۲-۷۰)

۸۱- عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر بن ذی الجناحین حبشہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے پیدا ہوئے اور ۸۰ھ کو فوت ہوئے-(الخزرجی، خلاصۃ تھذیب، ۴۶/۲)

۸۲- امام سبکی، المجموع شرح المھذب تکملہ شرح المھذب، ۹۸/۱۴

۸۳- ایضاً

۸۴- امیہ بن خلف اسلام کا شدید ترین دشمن اور مکہ مکرمہ میں حضرت بلالؓ کا آقا تھا- اس نے

آپ کو قبولیت اسلام کے بعد شدید اذیتیں دی تھیں۔

۸۵۔ البخاری، (کتاب الوکالت، باب اذا وکل المسلم حربیاً فی دار الحرب)، ۳۰۸/۱۔

۸۶۔ شاہ ولی، ازالۃ الخفاء، ترجمہ اشتیاق احمد، قدیمی کتب خانہ، کراچی، (ت۔ن)، ۴۶۳/۳

اسی طرح کی ایک اور روایت امام عبدالرزاق کی المصنف میں بھی موجود ہے۔(کتاب العقول، باب العفو، منشورات المجلس العلمی، بیروت، ۱۹۷۰ء، ۱۳/۱۰)

۸۷۔ خلفاء محمد (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے عہد میں عدلیہ و انتظامیہ ترجمہ محمود عالم قریشی، نقوش رسول نمبر، شمارہ نمبر ۱۳۰، جنوری ۱۹۸۵ء ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۵۶۸/۱۳۔

۸۸۔ ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن، ۳۱۸/۱۵۔

۸۹۔ ایضاً

۹۰۔ سرخسی، المبسوط، ۱۴۹/۸

۹۱۔ علاؤالدین، الدر المختار، ص: ۶۸۳

۹۲۔ ابن نجیم، البحر الرائق، ۱۴۱/۷۔

۹۳۔ جزیری، کتاب الفقہ، ۱۶۸/۳۔

۹۴۔ الشربینی، مغنی المحتاج، ۲۱۷/۲

۹۵۔ شمس الدین، نہایۃ المحتاج، ۱۵/۵

۹۶۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، فاران اکیڈمی، لاہور، (ت۔ن)، ۲۲۶/۲۔

۹۷۔ ابن قدامہ، المغنی، ۸۷/۵۔

۹۸۔ بھوتی، کشاف القناع، عالم الکتب، بیروت، ۱۹۸۳ء، ۴۶۱/۳۔

۹۹۔ الشربینی، مغنی المحتاج، ۲۱۷/۲

۱۰۰۔ قاضی حسین سے مراد احمد بن حسین برومی م ۳۰۷ھ ہیں آپ کا شمار عراق کے عظیم فقہاء میں ہوتا ہے۔

(حاجی خلیفہ، کشف الظنون من اسامی الکتب والفنون، مکتبہ للمثنی بیروت، (ت۔ن) ۲۰/۱

۱۰۱۔ السید سابق، فقہ السنہ، ۲۲۹/۳

۱۰۲۔ سورۃ المائدہ، ۲/۵۔

۱۰۳۔ امام احمد، ۵۱۴/۲۔

اسی مسند کے صفحہ ۲۷۴ پر بھی یہ روایت موجود ہے لیکن وہاں عون العبد کی بجائے عون المرء کے الفاظ ہیں۔